تہذیب الاسماء واللغات : اس کتاب میں اسماء و اعلام کے الفاظ و لغات کی تشریح و توضیح کی گئی ہے۔ اور اس کو امام نووی نے بڑی محنت اور تحقیق سے لکھا ہے۔

شرح صحیح مسلم : اس کتاب کا اصل نام "المنہاج شرح صحیح مسلم" ہے اور امام نووی کی یہ بہت اہم اور شہرہ آفاق تصنیف ہے۔ صحیح مسلم کی متعدد شرحیں مکمل کی گئیں مگر جو مقبولیت اور شہرت اس شرح کو حاصل ہوئی وہ کسی اور شرح کو نہیں ہوئی۔ امام نووی کی یہ شرح نہ تو مطول و مفصل ہے اور نہ مختصر و مجمل بلکہ متوسط ہے۔ اس کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس میں صحیحین خصوصاً صحیح مسلم کی خصوصیت و اہمیت' امام مسلم کی حدیث میں عظمت و برتری' غیر معمولی احتیاط و کاوش اور دقت نظر وغیرہ کے علاوہ اصول درایت و فن حدیث کے مباحث تحریر کئے گئے ہیں۔

حواشی

{۱} ذہبی : تذکرۃ الحفاظ' ج ۴'ص ۲۴۲ {۲} یافعی : مرءاۃ الجنان' ج ۴'ص ۱۸۴
{۳} ابن سبکی : طبقات الشافعیہ' ج ۵'ص ۳۵۷۔ ابن کثیر : البدایہ والنہایہ' ج ۱۳'ص ۲۷۸
{۴} ذہبی : تذکرۃ الحفاظ' ج ۴'ص ۲۴۲ {۵} ابن سبکی : طبقات الشافعیہ' ج ۵'ص ۳۵۷
{۶} ابن کثیر : البدایہ والنہایہ' ج ۱۳'ص ۲۷۱ {۷} یافعی : مرءاۃ الجنان' ج ۴'ص ۱۸۴
{۸} ابن سبکی : طبقات الشافعیہ' ج ۵'ص ۳۵۷۔ ابن کثیر : البدایہ والنہایہ' ج ۱۳'ص ۲۷۱ یافعی : مرءاۃ الجنان' ج ۴'ص ۱۸۴
{۹} ذہبی : تذکرۃ الحفاظ' ج ۴'ص ۲۶۰'۱۶۱۔ یافعی : مرءاۃ الجنان' ج ۴'ص ۱۸۱ تا ۱۸۶۔
{۱۰} ابن عماد : شذرات الذہب' ج ۵'ص ۳۵۶ {۱۱} یافعی : مرءاۃ الجنان' ج ۴'ص ۱۸۲
{۱۲} ذہبی : تذکرۃ الحفاظ' ج ۴'ص ۲۶۳ {۱۳} ذہبی : تذکرۃ الحفاظ' ج ۴'ص ۲۴۴
{۱۴} ابن سبکی : طبقات الشافعیہ' ج ۵'ص ۱۶۶ {۱۵} یافعی : مرءاۃ الجنان' ج ۴'ص ۱۸۴
{۱۶} ابن کثیر : البدایہ والنہایہ' ج ۱۳'ص ۲۷۸ {۱۷} ابن عماد : شذرات الذہب' ج ۵'ص ۳۵۵
{۱۸} زبیدی : تاج العروس
{۱۹} ابن سبکی : طبقات الشافعیہ' ج ۵'ص ۱۶۶۔ یافعی : مرءاۃ الجنان' ج ۴'ص ۱۸۶
{۲۰} ابن کثیر : البدایہ والنہایہ' ج ۱۳'ص ۲۷۸ {۲۱} صدیق حسن خان : اتحاف النبلاء' ص ۴۳۹
{۲۲} ذہبی : تذکرۃ الحفاظ' ج ۴'ص ۲۶۱ {۲۳} ایضاً
{۲۴} ابن کثیر : البدایہ والنہایہ' ج ۱۳'ص ۲۷۹ {۲۵} ذہبی : تذکرۃ الحفاظ' ج ۴'ص ۲۶۱

(باقی صفحہ ۴۴ پر)

تصوّرِ دُعا
تورات اور قرآن کی روشنی میں

پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی، لاہور

دعا مانگنا انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ چنانچہ جب ہم مبتلائے آلام ہوتے ہیں اور مصیبتیں چاروں طرف سے ہمیں گھیر لیتی ہیں تو ہمارے ہاتھ دعا کے لئے بے اختیار اٹھ جاتے ہیں۔ دل مضطرب سے بے ساختگی کے عالم میں نکلی ہوئی یہی آواز دعا کہلاتی ہے۔ قرآن کریم نے انسان کی اس فطرت پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی ہے :

﴿ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ... ﴾ (الزمر : ۸)

"اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کو پکارتا ہے"۔

تاریخ مذاہب کی ورق گردانی سے بھی یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ ہر مذہب نے اپنی تعلیمات میں دعا کو بنیادی جگہ دی ہے۔ انسانی تاریخ اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ دعا کا تصور قدیم ترین تصور ہے اور نظری و عملی دونوں صورتوں میں اب تک موجود ہے۔ تورات کی کتاب پیدائش میں جن انبیاء کرام کا ذکر ملتا ہے ان کی چند دعاؤں کا بھی تذکرہ ہے۔ انہی انبیاء کرام کی دعائیں قرآن مجید میں بھی موجود ہیں۔ پیش نظر مضمون میں ان کا ایک باہمی موازنہ پیش کیا جاتا ہے۔

کتاب پیدائش میں "خدا کا نام لینا" کے الفاظ سے مراد دعا ہے۔ چنانچہ قاموس الکتاب میں لکھا ہے :

"بزرگوں کے زمانے میں خدا کا نام لینا دعا تھا۔ پروٹسٹنٹ ترجموں میں ان حوالوں میں جہاں بھی لفظ دعا آیا ہے وہاں عبرانی میں "نام لینا" ہے یعنی صرف خدا کا پاک نام لینا ہی ایک دعا ہے اور خدا سے مدد کی درخواست ہے"۔ {۱}

اس کی چند ایک مثالیں حسب ذیل ہیں :

"اور شیث کا بھی ایک بیٹا ہوا اُس کا نام اُس نے انوش رکھا اور یہی خدا کا نام لینے لگا"۔ (پیدائش' ۴ : ۲۶){۲}

"تب خداوند ابرام پر ظاہر ہوا اور کہا یہ زمین میں تیری نسل کو دوں گا... اُس نے خدا کیلئے ایک قربان گاہ بنائی اور خدا کا نام لیا"۔ (۱۲ : ۷' ۸)

دعا کا قربانی کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ اس تعلق کے متعلق خیراللہ خان نے لکھا ہے کہ

"دعا کا قربانی سے بھی ایک قریبی تعلق ہے۔ قربانی کے سلسلے میں دعا انسان اور خدا کی مرضی کی ہم آہنگی ظاہر کرتی ہے"۔{۳}

کتاب پیدائش سے قربانی اور دعا کے تعلق کی مثال :

"اس جگہ جہاں اس (ابرام) نے پہلے قربان گاہ بنائی تھی وہاں اُس نے خداوند کا نام لیا"۔ (۱۳: ۴)

"تب اس (اسحاق) نے وہاں ایک مذبح بنایا اور خدا کا نام لیا"۔ (۲۶ : ۲۵)

کتاب پیدائش میں مذکور دعائیں :

۱) "جب نوح مے کے نشے سے ہوش میں آیا تو جو کچھ اُس کے چھوٹے بیٹے نے اس کے ساتھ کیا تھا جانا۔ تب وہ بولا کنعان ملعون ہو وہ اپنے بھائیوں کے غلاموں کا غلام ہو۔ پھر کہا خداوند سام کا خدا مبارک ہو کنعان اُس کا غلام ہو خدا یافث کو پھیلائے کہ وہ سام کے خیموں میں بسے کنعان اس کا غلام ہو"۔ (۹ : ۲۴' ۲۵)

۲) "ابرام نے کہا اے خداوند خدا تو مجھے کیا دے گا حالانکہ میں بے اولاد جاتا ہوں اور میرے گھر کا مختار الیعاذ دمشقی ہے۔ پھر ابرام نے کہا تو نے مجھے فرزند نہ دیا اور دیکھ میرا خانہ زاد نوکر میرا وارث ہوگا"۔ (۱۵ : ۲' ۳)

۳) "اور ابراہیم نے خدا سے کہا کہ کاش کہ اسماعیل تیرے حضور جیتا رہے"۔ (۱۷ : ۱۸)

۴) "ابراہیم خداوند کے سامنے ہی کھڑا رہا اور نزدیک جا کر اُس سے کہا کیا تو نیک کو بد کے ساتھ ہلاک کرے گا؟ اگر پچاس راست باز آدمی اس شہر میں ہوں کیا وہ بھی سب کے ساتھ ہلاک ہوں گے۔ اور ان پچاس راست بازوں کی خاطر اگر وہ وہاں ہوں تو کیا تو اسے چھوڑ دے گا؟.... اور ابراہیم نے جواب دے کر کہا کہ دیکھ میں نے اپنے مالک کے سامنے بولنا شروع کیا اگرچہ میں خاک ہوں اور راکھ ہوں.

... اگر وہاں دس پائے جائیں وہ بولا دس کی خاطر بھی اسے نیست نہ کروں گا"۔
(۱۸ : ۲۳تا۳۲)

۵) "اور جب ابراہیم نے دعا مانگی تو خدا نے ابی ملک اور اس کی بیوی اور اس کی لونڈی کو شفا دی اور ان کے لڑکے پیدا ہوئے"۔ (۲۰ : ۱۷)

۶) "پھر اسحاق نے اپنی بیوی کے لئے خداوند سے دعا مانگی کیونکہ وہ بانجھ تھی اور خداوند نے اس کی دعا قبول کی"۔ (۲۵ : ۲۱)

۷) یعقوب نے دھوکہ سے عیسو بن کر اپنے باپ سے عیسو کی برکت حاصل کی اس پر اسحاق کی دعا : "دیکھ میرے بیٹے کی خوشبو اس کھیت کی خوشبو کی مانند ہے جسے خداوند نے برکت دی خداوند فلک سے اوس اور زمین کی زرخیزی تجھے بخشے اناج اور مے کی افراط' قومیں تیری خدمت کریں گی گروہیں تیرے آگے خمیدہ ہوں' تو اپنے بھائیوں کا آقا ہو تیری ماں کے بیٹے تیرے آگے خمیدہ ہوں' ملعون جو تجھے ملعون کہے مبارک جو تجھے مبارک کہے"۔ (۲۷ : ۲۷تا۲۹)

۸) اسحاق کی دعا عیسو کے لئے :

"دیکھ زمین کی زرخیزی سے الگ اور آسمان کی اوس کے کنارے تیرا قیام ہو گا تو اپنی تلوار کے ذریعے گزارہ کرے گا اور اپنے بھائی کا خدمت گزار رہے گا مگر جب تو زور پکڑے گا تو اُسکا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکے گا"۔ (۲۷ : ۳۹'۴۰)

۹) حضرت یعقوب کی دعا حضرت یوسف کے بیٹوں کے لئے :

"اور وہ خدا جس کے روبرو چلے میرے آباء ابراہیم اور اسحاق جس نے آج کے دن تک عمر بھر میری پاسبانی کی وہ فرشتہ کہ جس نے مجھے ہر مصیبت سے بچایا۔ ان لڑکوں کو برکت عطا فرمائے جو میرے نام سے اور میرے آباء ابراہیم اور اسحاق کے نام سے نامزد ہوں وہ زمین میں برومند ہوں اور زیادہ سے زیادہ بڑھ جائیں"۔ (۴۸ : ۱۵'۱۶)

قرآن کریم میں مذکور دعائیں :

کتاب پیدائش میں جن انبیاء کرام کے حالات یا دعائیں مذکور ہیں ذیل میں انہی انبیاء کرام کی قرآن مجید میں مذکور دعاؤں میں سے چند اہم دعائیں بیان کی جاتی ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کی دعا :

﴿ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝﴾ (الاعراف : ۲۳)

"دونوں عرض کرنے لگے کہ پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے"۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دعا :

﴿ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِىْ مِنْ اَهْلِىْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۝﴾ (ھود : ۴۵)

"اور نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا اور کہا پروردگار میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں ہے (تو اسے نجات دے) تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بہتر حاکم ہے"۔

﴿ وَقَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِىْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِىْ وَتَرْحَمْنِىْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝﴾ (ھود : ۴۷)

"اور نوح نے کہا پروردگار میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ ایسی چیز کا تجھ سے سوال کروں جس کی حقیقت مجھے معلوم نہیں اور اگر تو مجھے نہیں بخشے گا اور مجھ پر رحم نہیں کرے گا تو میں تباہ ہو جاؤں گا"۔

﴿ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِىْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝﴾ (المومنون : ۲۶)

"(نوح نے) کہا پروردگار انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے میری مدد فرما"۔

﴿ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝﴾ (القمر : ۱۰)

"اپنے پروردگار سے دُعا کی میں کمزور ہوں تو مدد فرما"۔

﴿ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ رَبِّ اغْفِرْ لِىْ وَلِوَالِدَىَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِىَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝﴾ (نوح : ۲۶ تا ۲۸)

اور نوح نے دُعا کی "اے میرے پروردگار کسی کافر کو روئے زمین پر بستا نہ رہنے

دے۔ اگر تو اُن کو رہنے دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور اُن سے جو اولاد ہو گی وہ بھی بد کار اور ناشکر گزار ہو گی۔ اے پروردگار مجھ کو' میرے ماں باپ کو اور جو ایمان لاکر میرے گھر میں آئے اس کو اور تمام ایمان والے مردوں اور عورتوں کو معاف فرما اور ظالم لوگوں کے لئے تباہی بڑھا"۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا :

﴿ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ﴾ (البقرہ : ۱۲۶)

"اور جب ابراہیم نے دُعا کی اے پروردگار اس جگہ کو امن کا شہر بنا کر اس کے رہنے والوں کو' جو خدا اور آخرت پر ایمان لائیں' کھانے کو میوے عطا فرما"۔

﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ○ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ' وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا.. ﴾

(البقرہ : ۱۲۷'۱۲۸)

"اے پروردگار ہم سے یہ خدمت قبول فرما' بے شک تو سننے اور جاننے والا ہے۔ اے پروردگار ہم کو اپنا فرمانبردار بنائے رکھنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو مطیع بنائے رکھنا اور ہمیں طریق عبادت بتا....."

﴿ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ○ ﴾ (الصافات : ۱۰۰)

"اے رب مجھے (اولاد) عطا فرما جو سعادت مندوں میں سے ہو"۔

حضرت لوط علیہ السلام کی دُعا :

﴿ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ○ ﴾ (الشعراء : ۱۶۹)

"اے پروردگار مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے کاموں سے نجات عطا فرما۔"

﴿ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ○ ﴾ (العنکبوت : ۳۰)

"اے پروردگار مجھے ان مفسد لوگوں کے مقابلے میں مدد عطا فرما۔"

حضرت یوسف علیہ السلام کی دُعا :

﴿ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ'

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ
مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ○ ﴾ (یوسف : ۱۰۱)
"اے میرے پروردگار تو نے مجھے حکومت عطا کی اور خوابوں کی تعبیر کا علم بخشا،
آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا و آخرت میں میرا کارساز ہے۔
مجھے (دنیا سے) اپنی اطاعت میں اٹھا اور اپنے نیک بندوں میں داخل فرمانا"۔

تقابلی جائزہ :

کتاب پیدائش کے تصورِ دُعا کا ذیل میں قرآنی دُعاؤں سے موازنہ پیش کیا جاتا ہے :

۱) کتاب پیدائش میں حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کی لغزش کی وجہ سے خدا نے فرمایا "زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی" (۳ : ۱۷) لیکن کہیں بھی ذکر نہیں کیا کہ آدم علیہ السلام نے اس لغزش پر خدا سے دُعا یا استغفار اور اپنی اس غلطی پر ندامت کا اظہار کیا ہو، جبکہ قرآن مجید بیان فرماتا ہے کہ خدا نے آدم علیہ السلام کی توبہ کو قبول فرمایا اور تفصیل کے ساتھ ان دُعاؤں کا ذکر بھی کیا جو اس ضمن میں مانگی گئیں۔

۲) کتاب پیدائش کی دُعائیں مادیت سے بھری پڑی ہیں جبکہ روحانیت کا ان میں ذکر تک نہیں ہے۔ مثلاً حضرت اسحاق علیہ السلام نے جو دُعا اپنے بیٹے کے لئے مانگی اس میں مے، اناج، زمین کی زرخیزی، قوموں کا مطیع ہونا اور بھائیوں کے جھکنے کا تو ذکر ہے لیکن آخرت کا ذکر تک نہیں کیا گیا۔ اسی طرح حضرت اسحاق علیہ السلام کی دُعا جو عیسو کے لئے ہے خالصتاً مادیت سے بھری ہوئی ہے۔ یوسف علیہ السلام کے بیٹوں کے لئے جو دُعا یعقوب علیہ السلام نے کی اُن میں صرف دنیاوی فوائد، مال و دولت جمع کرنے کا ذکر ہے۔ اخروی معاملات، عبادت، تقویٰ وغیرہم کا کہیں ذکر نہیں ہے، لیکن قرآنی دُعائیں روحانیت و مادیت کا بہترین امتزاج ہیں مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا ملاحظہ ہو :

﴿ رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ
الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ

اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ○ ....
.... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ...
رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ○ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ○ ﴾ (ابراهیم : ۳۷ تا ۴۱)

"پروردگار' میں نے ایک بے آب و گیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے۔ (میں نے یہ اس لئے کیا ہے) کہ لوگ یہاں نماز قائم کریں۔ لہٰذا تو لوگوں کے دلوں کو ان کا مشتاق بنا اور انہیں کھانے کو پھل دے' شاید کہ یہ شکر گزار بنیں.....
شکر ہے اللہ کا جس نے مجھے اس بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحٰق جیسے بیٹے دیئے.....
پروردگار' میری دُعا قبول کر۔ پروردگار' مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو اُس دن معاف کر دینا جبکہ حساب قائم ہو گا۔"

اِس دُعا میں روحانیت و مادیت کا اعلیٰ ترین امتزاج نظر آتا ہے' ایک طرف صالح اولاد کے لئے دُعا ہے' دوسری طرف صالحین کی صحبت' آخرت میں ذکر خیر' اقامت الصلوۃ کا ذکر اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے' نرینہ اولاد ملنے پر تشکر کے جذبات وغیرہ سبھی شامل ہیں۔ اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی دُعا میں ایک طرف دنیاوی حکومت اور تعبیر خواب کے علم کا ذکر ہے تو دوسری طرف اسلام (تبلیغ و رضا) پر موت کے لئے دُعا کی جا رہی ہے۔

۴) اللہ تعالیٰ نے تضرع' گڑگڑا کر دُعا مانگنے کا حکم دیا ہے۔ خشوع و خضوع کے ساتھ دُعا مانگنا دراصل اعتراف بندگی ہے' دُعا کی روح عجز و نیاز ہے' اگر اس کا اظہار نہ ہو تو وہ خالی الفاظ ہیں۔ اس لئے انتہائی عاجزی و انکساری سے دُعا مانگنے کا طریقہ بتایا گیا ہے :

﴿ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ' اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ○ ﴾

(الاعراف : ۵۵)

"(لوگو) اپنے پروردگار سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دُعائیں مانگا کرو وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا"۔

حضرت زکریا علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید نے فرمایا :

﴿ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا ۝ ﴾ (مریم : ۳)

"جب انہوں نے اپنے پروردگار کو دبے الفاظ سے پکارا"۔

دُعا کے آداب میں یہ چیز بنیادی حیثیت رکھتی ہے کہ عاجزی، انکساری اور خشوع و خضوع کے ساتھ دُعا مانگی جائے۔ یہی قرآنی دُعاؤں کا اسلوب ہے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام کی دُعا میں انتہائی عاجزی کا اظہار نظر آتا ہے جب وہ اپنی خطا کے لئے خدا سے توبہ کرتے ہیں۔ اس کے برعکس کتاب پیدائش کی دُعاؤں میں یہ پہلو نظر نہیں آتا۔ مثلاً :

"ابراہیم خداوند کے سامنے کھڑا رہا اور نزدیک جا کر یہ کہا کہ کیا تو نیک کو بد کے ساتھ ہلاک کرے گا"۔ (۱۸ : ۲۲، ۲۳)

"اس نے کہا میں نے اپنے مالک کے سامنے بولنے میں گستاخی کی... تب اُس نے کہا خداوند خفا نہ ہو تا اگر فقط ایک دفعہ اور عرض کروں"۔ (۱۸ : ۳۱، ۳۲)

۴) کتاب پیدائش کی دُعاؤں میں انبیاء کی شان، عظمت اور تقدس کا پتہ نہیں چلتا۔ مثلاً :

"اور یعقوب نے منت مانی اور کہا اگر خدا میرے ساتھ رہے اور اس راہ میں جس میں میں جاتا ہوں میری نگہبانی کرے اور مجھے کھانے کو روٹی اور پہننے کو کپڑا دیتا رہے اور میں اپنے باپ کے گھر پر سلامت آؤں تب خداوند میرا خدا ہو گا"۔ (۲۸ : ۲۰ تا ۲۲)

مگر قرآنی دُعاؤں کے ایک ایک لفظ سے عظمت انبیاء کا پتہ چلتا ہے کہ اُن کو خدا نے کس مقام و مرتبہ پر فائز فرمایا ہے۔ مثلاً ملاحظہ ہو حضرات ابراہیم علیہ السلام کی دُعا :

﴿ رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۝ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ۝ وَاغْفِرْ لِاَبِیْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝ وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ۝ ﴾ (الشعراء : ۸۳ تا ۸۷)

"اے رب مجھے حکم عطا کر اور مجھ کو صالحوں کے ساتھ ملا۔ اور بعد کے آنے والوں میں مجھ کو سچی ناموری عطا کر۔ اور مجھے جنت نعیم کے وارثوں میں شامل فرما۔ اور میرے باپ کو معاف کر دے کہ بے شک وہ گمراہ لوگوں میں سے ہے

اور مجھے اُس دن رسوانہ کر جبکہ سب لوگ زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے"۔

۵) اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ جب بندہ دُعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو دوسروں کے لئے بھی دُعا مانگے۔ ایسی دُعائیں جلد قبول ہوتی ہیں۔ انفرادی دُعامیں تو اپنی ذات سے آغاز مطلوب ہوتا ہے لیکن اجتماعی صورتوں میں سب کے لئے دُعا کرنا پسندیدہ فعل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنی دُعاؤں میں اجتماعیت پائی جاتی ہے۔ سب لوگ ان دُعاؤں کو مانگ سکتے ہیں۔ مگر کتاب پیدائش کی دُعاؤں میں انفرادیت ہے' کوئی اور شخص ان دُعاؤں کو ان الفاظ میں نہیں مانگ سکتا۔ مثلاً حضرت اسحاق علیہ السلام کی دُعا یعقوب علیہ السلام و عیسو اور یوسف علیہ السلام کے بیٹوں کے لئے۔ اس کے برعکس قرآنی دُعاؤں میں عموم ہے۔ مثلاً حضرت لوط علیہ السلام کی دُعا' حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کی دُعا' جسے آج بھی ہر شخص مانگ سکتا ہے اور مانگ رہا ہے۔ مثلاً:

﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ ﴾ (الاعراف : ۲۳)

"اے رب' ہم نے اپنے اوپر ستم کیا' اب اگر تو نے ہم سے درگزر نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے۔"

۶) کتاب پیدائش میں اولاد کے حصول کے لئے ابراہیم علیہ السلام کی دُعا لکھی ہوئی ہے۔ قرآن مجید میں بھی یہ دُعا موجود ہے لیکن الفاظ کی شائستگی' مانگنے کا اسلوب اور دُعا کے وقار میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کہاں قرآنی الفاظ ﴿ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ ﴾ اور کہاں یہ الفاظ "خداوند تو مجھے کیا دے گا حالانکہ میں بے اولاد جاتا ہوں"۔(۱۵ : ۲)

۷) دُعا چونکہ بندے اور رب کے درمیان گہرے تعلق کا سبب اور ذریعہ ہے لہٰذا دُعا اس یقین کے ساتھ مانگی جائے کہ رب اسے قبول کرتا ہے۔ چنانچہ اسلام نے اسی بات کی تلقین کی ہے کہ غافل دل سے دُعا نہ مانگی جائے کیونکہ خدا بے توجہ اور غافل دل کی دُعا کو قبول نہیں کرتا۔ لہٰذا ناامیدی کے ساتھ دُعا نہ کی جائے۔ چنانچہ قرآنی دُعاؤں میں اللہ کی ذات پر بھروسہ اور یقین کامل کا جذبہ نظر آتا ہے اور ہر دُعا میں خدا کی قدرت کاملہ

اور اس پر توکل نمایاں نظر آتا ہے، مثلاً:

﴿ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ○ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ○ ﴾ (المؤمنون : ۲۸، ۲۹)

"پس کہو : شکر ہے اللہ کا جس نے ہمیں ظالم لوگوں سے نجات دی۔ اور کہہ : پروردگار، مجھ کو برکت والی جگہ اتار اور تو بہترین جگہ دینے والا ہے۔"

جبکہ کتاب پیدائش کی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اقرار نظر نہیں آتا، مثلاً "ابرام نے کہا اے خداوند تو مجھے کیا دے گا"۔ (۱۵ : ۲) "اور یعقوب نے منت مانی اور کہا اگر خدا میرے ساتھ رہے"۔ (۱۸ : ۲۴)

۸) کتاب پیدائش باب نمبر ۲ میں دعا کے بارے میں ایک عجیب و غریب تصور ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام اپنے بیٹے کو دعا دینے کے لئے اسے شکار کا گوشت لانے کی ترغیب دیتے ہیں تاکہ پسندیدہ کھانا کھا کر دل سے دعا دیں۔ یعنی مادی اشیاء کے بدلے دعا دینے کا تصور ملتا ہے۔ اور یہ اشیاء نہ لانے پر دعا نہیں ملے گی۔ جبکہ دوسری طرف نوح علیہ السلام کا بیٹا نافرمان ہے۔ قرآن پاک فرماتا ہے اس کے باوجود باپ بیٹے کو دعا دیتا ہے کہ وہ اس کی دعوت کو تسلیم کر کے اس کے اوپر ایمان لے آئے۔

۹) قرآنی دعاؤں سے پتہ چلتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام ہر وقت امت کی اصلاح و فلاح کے لئے ہمیشہ فکرمند رہتے، خدا سے دعائیں کرتے تاکہ امت سیدھے راستے پر آ جائے اور حق کو قبول کر لے۔ انبیاء کرام نے اپنی نسلوں کے لئے دعائیں مانگی کہ وہ صراط مستقیم پر چلتی رہیں۔ جبکہ کتاب پیدائش میں دعائیں اس فکر سے بالکل خالی ہیں۔ امت کی اصلاح، برائیوں سے روکنے اور لغزشوں سے پاک صاف رہنے اور دین الٰہی پر گامزن رہنے کے متعلق ایک بھی دعا کسی نبی سے منسوب کتاب پیدائش میں نہیں ہے۔

۱۰) کتاب پیدائش کی دعاؤں میں اخلاقی اوصاف نام کی کوئی چیز نہیں کہ ان میں صبر، عدل، ذکر و فکر اور تقویٰ کا ذکر ہو، جبکہ قرآنی دعائیں اخلاقیات سے پُر ہیں اور اکثر کا تعلق اخروی زندگی سے ہے۔

۱۱) قرآنی دعاؤں کا اسلوب یہ ہے کہ دعا مانگنے والا پہلے خدا کی تسبیح و ثنا کرتا ہے، پھر

اپنی حاجت خدا کے حضور عرض کرتا ہے' جبکہ کتاب پیدائش کی دعاؤں میں شکایت کا پہلو نظر آتا ہے' مثلاً "کیا تو نیک کو بد کے ساتھ ہلاک کرے گا"۔ (۱۸ : ۲۴) جبکہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کا اسلوب دیکھئے :

﴿ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○ ﴾

(المؤمنون : ۲۸)

"پس کہو : شکر ہے اللہ کا' جس نے ہمیں ظالم لوگوں سے نجات دی"۔

۱۲) جذبہ تشکر ایک ایسا پہلو ہے جو قرآنی دعاؤں میں موجود ہے۔ انبیاء کرام اعتراف نعمت کرتے ہیں اور خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ تحدیث نعمت اور اظہارِ تشکر کا موضوع حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں میں نظر آتا ہے' بڑھاپے میں اولاد کے ملنے پر خدا کے احسانات کو یاد کرتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام حکومت ملنے پر تاویل حدیث کی تعلیم اور احسانات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اس طرح کا توکل' یقین محکم' للہیت کا تصور حضرت نوح علیہ السلام کی دعاؤں میں نظر آتا ہے کہ کفار کی تباہی کے لئے بددعا کی تو اپنی ایذا رسانی کا ذکر تک نہ کیا۔ کتاب پیدائش کی دعاؤں میں یہ پہلو مفقود ہے۔

قرآنی دعاؤں سے پتہ چلتا ہے کہ جب اُمتوں نے انبیاء کرام کی تعلیم کو قبول نہ کیا تو انبیاء خدا کی بارگاہ میں جھک کر توبہ و استغفار میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ یعنی اس سے انبیاء کرام کے احساس فرض کا پہلو سامنے نظر آتا ہے' جبکہ کتاب پیدائش کی ایک بھی دعا ایسی نہیں ہے جس کو اس ضمن میں بطور حوالہ پیش کیا جاسکے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن حکیم چونکہ وہ واحد کتاب ہے جس کا متن ہر طرح کی کمی بیشی سے محفوظ ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ خود اس کے نازل کرنے والے نے اپنے اوپر لے رکھا ہے' لہٰذا قرآن حکیم میں انبیاء کرام علیہم السلام کی دعائیں خود ان کے اپنے الفاظ میں نقل ہوئی ہیں۔ جبکہ دوسری الہامی کتب میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تحریف ہوتی رہی ہے اور ان کے مرتب کرنے والوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی دعاؤں کو اپنی ذہنی سطح کے مطابق الفاظ کا لبادہ اوڑھایا ہے۔ بنابریں قرآن حکیم کی دعاؤں میں دعا کی حقیقت' اہمیت' افادیت سبھی کچھ نظر آتا ہے۔